



سوال

(90) نبی مامور باجماد اور غیر مامورہ میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نبی مامور باجماد اور غیر مامورہ میں فرق کی وضاحت فرمائیں

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

انبیاء علیہ السلام کی شہادت یا دشمنی کے ہاتھوں قتل کے بارے میں علماء میں دو مختلف آراء مشہور ہیں :

(1) دشمنی کے ہاتھوں رسول کا قتل ممکن ہے۔

(2) دشمنی کے ہاتھوں نبی یا رسول کا قتل ممکن ہے جیسا کہ متعدد قرآنی آیات سے ظاہر ہے

وَأَذَقْتُم مَّوْسَىٰ لَنْ نُنْصِبَ عَلٰی طَعَامٍ وَجِدَ قَادِحٌ لَنَا رَبُّكَ نُخْرِجُ لَنَا مَنَّا ثَمْبِتُ الْأَرْضِ مِنْ بَقِيَّتِهَا وَتَمَّا نَسْنَا وَفَوْمَهَا وَعَدَّ سَهَا وَبَصَلْبَا قَالَ أَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۗ اهبطوا مصرًا فَإِنْ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءَ وَبَغَضْتُ مِنَ اللَّهِ ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ۞۱۱... سورة البقرة

اصل بات یہ ہے مسئلہ ہذا کچھ وضاحت کا متقاضی ہے۔

اول: لفاظ "قتل" کی تعریف ملاحظہ فرمائیں :

"قتل کے حقیقی معنی ہیں (موت فطری کے علاوہ کسی اور طریقے سے) روح کو جسم سے جدا کر دینا خواہ ذبح کی صورت میں ہو یا کسی اور طریقے سے۔" اب تفصیل اسد جمال کی یوں ہے کہ "رسل اللہ" دو طبقوں میں منقسم ہیں: ایک وہ جن کو دشمنوں کے ساتھ جنگ کا حکم دیا گیا تھا۔ دوسرے وہ جو محض مبلغ تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لڑائی کے مامور نہیں تھے۔

جہاں تک پہلے گروہ کا تعلق ہے ان کا قتل ممکن نہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کے لیے غلبہ ثابت کیا گیا ہے جو مغلوب کی ضد ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :



كُتِبَ لِلَّهِ لَأَعْلَبَنَ أَنَا وَرُسُلِي ... ٢١ ... سورة المجادلة

"اللہ کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے۔"

اس سے پہلی آیت میں ہے :

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذْلَىٰ ... سورة المجادلة ٢٠

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔" اور مذکورہ جملے کے بعد ہے :

إِنَّ اللَّهَ لَتَوَّيُّ عَزِيْزٌ يُّشْكُ اللَّهُ زُورَ آوَرٍ (اور) زبردست ہے۔"

قرآن مجید میں اکثر و بیشتر غلبے کا اطلاق مسیح غلبہ پر ہے فرمان باری تعالیٰ ہے :

إِن يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِن يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا ... سورة الانفال ١٥

"اگر تم میں سے 10 آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے وہ دو سو کافروں پر غالب رہیں گے اور اگر سو 100 (لیجے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔" نیز فرمایا :

فَإِن يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِن يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفِينَ بِإِذْنِ اللَّهِ ... سورة الانفال ١٦

"پس اگر تم سے ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔ تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔"

"سورة الروم کے آغاز میں ہے۔"

الم ١ غَلَبَتِ الرُّومُ ٢ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ٣ فِي بَعْضِ سِنِينَ ٤ ... سورة الروم

"الم (اہل) روم مغلوب ہو گے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند ہی سال میں۔"

اور "سورة البقرة میں ہے :

كَمْ مِنْ قَلْبَةٍ قَلْبًا غَلَبَتْ فَتَنَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ... سورة البقرة ٢٤٩

"وہ کتنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے۔"

ان کے علاوہ بھی بے شمار آیات ہیں جو اسی مفہوم پر دلالت ہیں کہ غلبہ سے مراد مسلح غلبہ ہے جو کفار کے ساتھ جنگ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ مقتول کو غالب نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ مغلوب ہے ارشاد ہے :

وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ ٧٤ ... سورة النساء

"اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے۔" ان آیات سے معلوم ہوا کہ نبی مامور جہاد پر قتل کا فعل واقع نہیں ہوتا کیونکہ اللہ عزوجل نے ازل میں یہ



فیصلہ لکھ چھوڑا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاتل غالب رہے گا اور اس کے وعدے میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ... ۳۴... سورة الانعام

"اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔"

"مزید آنکہ محققین اہل علم نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ غلبہ الاینباء دو قسمیں ہیں۔"

دلائل و براہین کے ذریعہ غالب آنا یہ تمام نبیوں کے لیے بلا تردید ثابت شدہ امر ہے البتہ مسلح جدوجہد سے غلبہ حاصل کرنا یہ صرف ان پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے جو مورا با لقتال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے منصور سے مکمل طور پر نفی کی ہے کہ وہ مغلوب ہو فرمایا :

إِن يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ... ۱۶۰... سورة آل عمران

"اگر اللہ تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔"

مقاتل سے مقتول ہے کہ آیت۔ (كُتِبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ)

کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا : کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ روم اور فارس پر ایسے ہی غالب آجائیں گے جس طرح کہ وہ عرب پر غلبہ حاصل کر چکے ہیں؟ حالانکہ روم اور فارس عدوی اور مسیح قوت کے اعتبار سے بے حد طاقتور ہیں ان پر غالب نہیں آسکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا غلبہ سے مراد تلوار اور ہتھیار کے ذریعہ غلبہ ہے کیونکہ صورت سبب کا اخراج ناممکن ہے بلکہ اس لحاظ رکھنا ضروری امر ہے۔ اس مسلک کے برعکس امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت :

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا... ۵۱... سورة غافر

فرماتے ہیں : "رسول مورا با بھاد کے قتل سے کوئی شے مانع نہیں۔ (جامع البیان (ج ۱۲، جزء ۲۴، ص ۷۴۷۰) اس وقت اللہ کی طرف سے مخصوص امداد کو دو امروں میں سے ایک امر پر محمول کیا جائے گا :

(1) کہ اللہ رسول کی وفات کے بعد اس کی امداد کرے وہ اس طرح کہ دشمن کو اس کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتلین پر مسلط کر دے جو ان سے انتقام لے۔ جیسے حضرت یحییٰ زکریا یسعیا کے قاتلین پر سخت نضر کو مسلط کر دیا گیا تھا۔

(2) آیت : (إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا) میں لفظ "رسل" کو خصوص پر محمول کیا جائے کہ اس سے مراد اکیلیے ہمارے نبی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہمارے شیخ علامہ محمد الامین الشقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "اضواء البیان" میں اس کا ملول تعاقب کیا ہے۔

(1) یہ کتاب اللہ کے ظاہر (تبادرالی الذہن) کو بلا دلیل کتاب و سنت و جماع امت ترک کرنا ہے اندر میں حالات یہ حکم لگانا کہ مقتول منصور ہے اس میں سخت بعد اور عربی زبا ن میں غیر معروف ہے قرآن کو بلا دلیل اس پر محمول کرنا ظاہر غلطی ہے اسی طرح لفظ "رسل" کو بھی صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر محمول کرنا اس بھی سخت قلع ہے۔

جہاں تک تعلق ہے ان آیات کا جن میں نبیوں سے عمومی امداد کا وعدہ کیا گیا ہے تو وہ بلا نزاع برحق ہیں۔



(2) اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مطلق امداد پر اکتفاء نہیں کیا جس کا مضموم پشت میں مظلوم کی فریادرسی کرنا ہے بلکہ صراحت کی ہے کہ رسولوں کی امداد کے ذریعہ غلبہ کی امداد ہے چنانچہ فرمایا:

کَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبَنَ أَنَا وَرَسُولِي ... ۲۱ ... سورة المجادلة

یہ بھی یاد رہے جو اللہ نے قضاء قدر میں رسولوں کے لیے لکھ چھوڑا ہے وہ مطلق امداد سے انحصار ہے کیونکہ یہ خاص قسم کی امداد کا نام ہے لغت میں غلبہ بمعنی قہر ہے اور نصر بمعنی مظلوم کی اعانت کرنا لہذا اعم کا بیان انحصار کے ساتھ ضروری ہے اس توضیح سے امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ مسلک کی کمزوری بھی ظاہر ہو گئی فتاویٰ نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کبھی کوئی نبی قتل نہیں ہوا ماسوائے اس کے جس کو جنگ کا حکم نہیں دیا گیا۔ ہر وہ نبی جس کو جنگ کا حکم ہوا ہے اس کی امداد ہوئی۔ (تفسیر القرطبی: 1/378)

لہذا قرآن مجید میں منصوص قتل انبیاء معمول ہے ان نبیوں پر جنہیں لڑائی کا حکم نہیں دیا گیا تھا ان کی اکثریت انبیاء بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ تفسیر میں بطور امثلہ مصرح ہے قرآن کریم نے بھی مسئلہ مذکورہ یودیوں کے مظالم و جرائم کا سلسلہ کلام میں بیان کیا ہے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ فِيهَا وَلَا وَجْرَ ارَادَهُ مَقْدَرًا نَاغِيرًا مَعْقُولًا ہے جبکہ مقصود یہاں یہود کے افعال شنیعہ کی فہرست پیش کرنا ہے ظاہر ہے کہ محض ارادہ قابل مذمت شئی نہیں۔ جب تک عملی شکل میں ظہور نہ ہو اس لیے جن لوگوں نے بلاوجہ آیت ہذا میں ارادہ مقررمان کر مطلقاً قتل انبیاء کے انکار کی سعی کی ہے وہ ناقابل تسلیم اور غیر درست نظر یہ ہے۔

پھر لفظ "بغیر حق" قید میں بھی عدم تقدیر کا ایما موجود ہے فافہم! امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی سوال اٹھایا ہے کہ اس کا کیا جواز ہے کفار کو کھلا چھوڑ دیا۔ وہ انبیاء کو قتل کرتے پھر میں؟ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا ہے کہ مقصود اس سے انبیاء علیہ السلام کی کرامت اور درجات میں رفعت و بلندی اور زیادتی ہے بندہ مومن کی مانند جو نبی سبیل اللہ شہادت کے مقام پر فائز ہوتا ہے یہ کوئی رسوائی کی بات نہیں آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ مذکورہ تعلق صرف واقعاتی صورتوں سے ہے نہ کہ امکانی سے اللہ تعالیٰ حملہ اہل اسلام کو حق کی پیروی کی توفیق بخشنے آمین!

حذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ شناسیہ مدنیہ

ج 1 ص 269

محدث فتویٰ